

مسیح، ہمارا صلح  
نمبر 3386  
ایک خطبہ  
جمعرات، 25 دسمبر 1913 کو شائع ہوا  
واعظ: سی۔ ایچ۔ اسپرژن  
میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوینگٹن میں  
خداوند کے دن کی شام، 19 جنوری 1868 کو القا ہوا

”وہی ہماری صلح ہے۔“  
افسیوں 2:14

مسیح کا سچا خادم اس بات سے راضی نہیں رہ سکتا کہ وہ زیادہ دیر تک اپنے اصل مضمون سے جدا رہے۔ بہت سی باتیں ہیں جن کا تمہارے سامنے ذکر کرنا نہایت موزوں ہے۔ ہم کلام خدا کی تعلیمات کو، یا اس کے احکام کو، یا خدا کی امت کے تجربات کو فراموش کرنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ مگر ان سب کے حقوق کو مانتے ہوئے بھی، خدا نہ کرے کہ ہم فخر کریں سوائے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے صلیب میں۔ کیونکہ مسیح کی منادی ہی خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے۔ پس چاہے ہم دائرے کے گرد کہیں بھی بھٹکیں، لیکن ہمیشہ اپنی روح میں ایک کھنچاؤ محسوس کرتے ہیں جو ہمیں مرکز کی طرف لے آتا ہے، اور ”وہ ہے“ مسیح تم میں، جلال کی اُمید۔

اور اگر منادی کرنے والا محسوس کرتا ہے کہ وہ زیادہ دیر تک منبر پر نہیں رہ سکتا بغیر اپنے خداوند اور آقا کا ذکر کیے، تو میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے سب مقدس بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ زیادہ دیر تک راضی نہیں رہ سکتے بغیر اس مضمون کے۔ انہیں ہر وقت مسیح چاہیے۔ جس طرح ہمارے گھروں میں جب بھی دسترخوان بچھتا ہے تو ہم روٹی چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ پرواہ نہیں کہ صبح، دوپہر یا شام کو وہی گوشت یا مشروب ملے یا مختلف، لیکن روٹی تو ہر حال میں چاہیے—اور اگر روٹی نہ ہو جو زندگی کا سہارا ہے، تو دسترخوان خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو، ناقص رہتا ہے۔

اسی طرح ایماندار خدا کے کلام کی گوناگونی میں مسرت پاتا ہے اور کوئی بھی سچائی اس کے لیے بے قیمت نہیں۔ وہ سچائی کے ذرے ذرے کو بیروں کی گرد کی مانند جانتا ہے۔ ہر جزو کو جمع کر کے عزیز رکھتا ہے، بلکہ اتنا عزیز کہ لوگ اس کے معمولی ٹکڑے کے لیے بھی جان دینے کو تیار ہوں۔

لیکن پھر بھی، سب سے قیمتی ہیرا، سب کا کوہ نور، وہ تعلیم ہے کہ نجات دہندہ نے ہمارے گناہوں کے لیے دُکھ اٹھایا—اور اگر ہم خدا کے بڑے بارے میں بہت کچھ نہ سنیں، اگر یہ بڑی گہنتی بار بار نہ بجے، تو ہمیں یوں لگتا ہے کہ باقی سب کچھ اس کمی کو پورا نہیں کر سکتا۔ اگر یہ خوشی کا نقرئی نرسنگا نہ پھونکا جائے، تو سال پھیکا اور بے روح لگتا ہے، اور خدا کی عبادت بے معنی ٹھہرتی ہے۔

مسیح، مسیح، مسیح! کاش ہم ہمیشہ اُسی کو اپنی خدمت کا لب لباب بنائیں اور تم بھی ہمیشہ مسیح کو اپنی جانوں کے لیے آب حیات کے طور پر چاہو—اپنے سب کچھ، کہ جس کے بغیر تم کو آرام نہیں مل سکتا۔ پس ہم اس وقت اپنے پیارے مضمون کی طرف آتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں کہ خدا کا روح القدس مسیح کی چیزوں کو لے کر ہم پر ظاہر کرے۔ یہی اُس کا کام ہے—کاش وہ شفقت سے ہم پر نظر کرے اور ہماری جانوں میں، ابھی اور یہیں، اُس کام کو پورا کرے۔

متن میں صرف چار الفاظ ہیں، پس آج کی رات چار باتیں ہمارے لیے کافی ہوں گی۔ پہلا بڑا لفظ، یا کم از کم دوسرا بڑا، یہ ہے: ”صلح“—اور ہم تھوڑی دیر اسی پر غور کریں گے کہ

۱

”کس معنی میں ہمیں اس عبارت پر دھیان دینا چاہیے کہ ”وہی ہماری صلح ہے۔“

یہ آیت ہمیں اس خیال سے ابتدا کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ خداوند یسوع مسیح یہود اور غیر قوموں کے درمیان صلح ہے۔ دونوں کے بیچ ایک قدیمی دشمنی تھی، دونوں طرف سے عداوت۔ یہودی غیر قوموں کو حقارت سے دیکھتے تھے۔ وہ کہتے، ”میں ابرہام کی نسل سے ہوں، جو خدا کا دوست تھا—ہمارے پاس وحی ہے، ہمارا خدا سچا ہے، اور عہد ہمارا ہے—لیکن اے غیر قومو! تم ایک بُت پرست نسل ہو، جنہیں خدا نے چھوڑ دیا، جیسے تمہارے باپ دادا کو، کہ اپنے دل کی مصلحتیں پوری کرو اور اپنی ناپاکی میں ہلاک ہو جاؤ۔“

یہودی غیر قوم کو گُنا کہتا تھا، اُسے ناپاک جانتا تھا، اُس سے دوستانہ تعلقات نہ رکھتا تھا، اور یہ خیال کرتا تھا کہ جو ختنہ نہ کیے گئے ہیں وہ حیوانات سے کچھ بہتر نہیں، اور اسرائیل کی نسل کے ساتھ ایک ہی فہرست میں لکھے جانے کے بھی لائق نہیں۔

اور غیر قوم بھی اُسی شدت اور جوش سے یہ عداوت لوٹاتی تھی، کیونکہ اگر یہودی اُنہیں بے ختنی کا طعنہ دیتا، تو غیر قوم اُس سے کہیں زیادہ یہودی کا مضحکہ اڑاتی اُس کے ختنے کے سبب۔ رومی سلطنت کے عہد میں خصوصاً یہودیوں کے خلاف نہایت سخت فرمان جاری ہوئے۔ بعض فیصر اُنہیں سب قوموں میں سے سب سے زیادہ مکروہ مانتے تھے۔ ایک نے کہا کہ اُس نے سرماتیہ کے مشرکوں کو دیکھا ہے اور شمال کی بربری قوموں کو بھی، مگر سب بُرائیوں اور سب خباثتوں کو یہودیوں میں فائق پایا۔

یہ درست نہ تھا—یہ ایک صریح جھوٹ تھا، لیکن یہ ظاہر کرتا ہے کہ غیر قوم کے ذہن میں یہودی کے خلاف عمومی دشمنی کیسی تھی، کیونکہ حقیقت یہ تھی کہ ان دنوں یہودی غیر معاشرتی سمجھے جاتے تھے۔ وہ کبھی دوسری قوموں کے ساتھ نہ ملتے۔ وہ کسی بھی طرح دوسری قبائل میں جذب نہ ہو سکتے تھے بلکہ اپنی قومیت کو مضبوطی سے تھامے رہتے اور دوسرے لوگوں میں شمار ہونا نہ چاہتے۔ پس ہمیشہ ایک مسلسل کشمکش رہی۔

مگر اے بھائیو، جونہی خداوند یسوع مسیح نے انجیل کی معموری کو پنتکست کے دن رُوح القدس کے نزول سے یہود پر ظاہر کیا، یہودی نے غیر قوم کو خوشخبری سنانی شروع کی۔ ابتدا میں پطرس کے دل میں کچھ کھینچاؤ تھا۔ وہ اس بات کو پسند نہ کرتا تھا، مگر خدا نے اُسے ایک رُویا دی، اور وہ فوراً گیا تاکہ اُنہیں خوشخبری سنائے جنہیں وہ عام اور ناپاک گنتا تھا۔

اور پولس کی بابت کیا کہیے—حالانکہ وہ فریسیوں میں سے فریسی تھا، یہودیوں میں سب سے سخت گیر، مگر اُس نے ایمان لاتے ہی گویا فطرتاً غیر قوموں میں منادی اختیار کی۔ وہ سیدھا انہی حقیر سمجھے جانے والوں کے پاس گیا اور اُن پر مسیح کی ناقابل تلاش دولت کو ظاہر کرنے لگا۔ اب مسیح یسوع میں، اے بھائیو، اسرائیل کی نسل اور غیر قوم کی شاخ کے درمیان کیا رفاقت ہے! ہم سب کس طرح محسوس کرتے ہیں کہ ہم ایک ہیں! خداوند نے کتنے ہی یہودیوں کو بُلایا ہے

میں نے کبھی سنا ہے کہ اُس نے غیر قوموں کی نسبت یہودیوں کو زیادہ تناسب میں بُلایا، کیونکہ یاد رکھو اسرائیل کی نسل تھوڑی ہے، اور غیر قوم آج کی گھڑی میں، میرا خیال ہے، کم از کم ایک ارب سے زیادہ ہیں۔ پس چند مسیحی یہودی بھی بڑی نسبت ٹھہرتے ہیں۔ لیکن جہاں کہیں ایک توبہ یافتہ یہودی، ایک سچا ایماندار ملے، وہ غیر قوم کا سب سے زیادہ دل سے محبت کرنے والا ہوتا ہے، اور اُس سے زیادہ غیر قوموں کی نجات کا خواہش مند کوئی نہیں۔

اور جب ایک حقیقی، تبدیل شدہ اور تعلیم یافتہ غیر قوم ملتا ہے، اُس کا دل اسرائیل کی نسل کی طرف کھنچتا ہے، اور وہ خوش ہوتا ہے جب سنتا ہے کہ خداوند کے کچھ بھائی، جسم کے لحاظ سے، مصلوب یسوع پر ایمان لائے۔ ہاں، اب دشمنی باقی نہیں۔ وہ ختم ہو گئی۔ مسیحی کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی غیر مسیحی بات نہیں کہ وہ یہودی کو حقیر جانے۔ ہمارے آقا کی رُوح کے زیادہ برخلاف کچھ نہیں جب کوئی یہودی پر ہنسے اور اُس کی تحقیر سے گفتگو کرے۔

یاد رکھو کہ بادشاہوں کا بادشاہ ایک یہودی تھا۔ خداوند یسوع مسیح خود—جسے ہم سچا خدا مانتے اور پرستش کرتے ہیں—ابراہیم کی نسل میں، یہوداہ کے قبیلہ میں، عبرانیوں کے عبرانی کے طور پر آیا۔ پس ہم میں ہمیشہ محبت اور اتفاق رہے—اور جب خداوند اسرائیل کی آنکھ سے پردہ اُٹھا دے گا—تب اُن کا وقت بھی خوشی کا ہوگا اور ہمارا بھی۔ خداوند وہ وقت جلد بھیجے تاکہ اُس کا جلال ہو۔ بس اس پر کافی ہے۔

خداوند یسوع مسیح ہماری صلح دوسرے معنی میں بھی ہے، یعنی قوموں کے درمیان صلح کرانے میں۔ دنیا میں جو جنگیں اس وقت ہیں، وہ مسیح کی کسی بات کے سبب نہیں بلکہ ہماری جسمانی خواہشات کے سبب ہیں۔ جیسا کہ میں کلام خدا کو سمجھتا ہوں، مجھے ہمیشہ خوشی ہوتی ہے جب کوئی سپاہی مسیحی ہوتا ہے، مگر مجھے دکھ ہوتا ہے جب کوئی مسیحی سپاہی بنتا ہے۔ کیونکہ جب میں مسیح یسوع کو اُٹھاتا ہوں، تو اُس کے ایک فرمان کی آواز سنتا ہوں، ”میں تم سے کہتا ہوں بُرے کا مقابلہ نہ کرنا۔ اپنی تلوار نیام میں رکھ—جو تلوار اُٹھائے گا وہ تلوار سے ہلاک ہوگا۔“

آج کل مسیح کے پیروکار مجھے یوں لگتے ہیں کہ اُنہوں نے مسیحیت کا بڑا حصہ بھلا دیا ہے۔ تم میں سے کتنے ہیں جو کل عدالت میں جا کر، اگر ضرورت پڑے تو، قسَم کھا لیں گے، حالانکہ اگر کوئی بات صریح طور پر کتاب مقدس میں سکھائی گئی ہے تو وہ یہی ہے کہ تم ہرگز قسَم نہ کھاؤ، نہ آسمان کی، نہ زمین کی، نہ کسی اور قسَم کی۔ اگر مسیح نے کبھی کوئی صاف فرمان دیا ہے، تو یہ وہی ہے—اور پھر بھی سب فرقے، دوستوں کی جماعت کے سوا، اُسے ہوا میں اڑا دیتے ہیں۔

اور یہی جنگ کے معاملہ میں ہے۔ ہمارا رسول باتوں کو ہلکا نہیں کرتا جب کہتا ہے، ”جنگیں کہاں سے آتی ہیں؟ جھگڑے کہاں سے؟ کیا یہ تمہاری اپنی خواہشات سے نہیں؟“ یہی ابتدا اور انتہا ہے۔ مگر جہاں بھی سچی مسیحیت غالب آتی ہے، جنگ کم ہوتی ہے۔ مسیحیت کے سبب جنگ بہت کم ہو گئی ہے۔ اگرچہ اب بھی زیادہ ہے۔ جتنی پہلے ہوا کرتی تھی۔

انسانی عمر کی درازی صلح کے رواج سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اور جنگیں، تباہ کن جنگیں، اگرچہ افسوس کہ اب بھی پھوٹ پڑتی ہیں، مگر پہلے کی طرح ہمیشہ جاری نہیں۔ اور ہم پُر یقین ہیں کہ وہ وقت آنے والا ہے جب مسیحا اپنا مبارک عصا تھامے گا اور زمین کے کونے تک جنگیں موقوف ہو جائیں گی۔ تب لوگ یوں کریں گے:

، غیر ضروری خود پرستی کی ٹوپی اونچی لٹکائیں گے“  
”اور جنگ کا مطالعہ پھر کبھی نہ کریں گے۔“

پھر جنگ کے میدان کا کرخت نرسنگا چرواہے کی بانسری کی دلسوز نغمگی کو جگہ دے گا۔ تب دودھ چھڑایا ہوا بچہ افعی کے سوراخ پر کھیل کرے گا، اور شیر بیل کی مانند بھوسہ کھائے گا۔ اے کاش! صلح کا شہزادہ آ جائے اور اپنی بادشاہی کو مضبوط ”بنیاد پر قائم کرے۔ تب ہی ہم سچائی سے کہہ سکیں گے، “وہی ہماری صلح ہے

لیکن اے بھائیو، متن میں ایک اور معنی بھی ہے۔ خداوند یسوع انسان اور انسان کے درمیان صلح کا بڑا سبب ہے۔ جس دم تو مسیحی بنتا ہے، تو پھر کسی سے عداوت نہیں رکھ سکتا۔ بغیر سبب کے غضبناک ہونا تجھ پر گناہ ٹھہرتا ہے، جب تو مسیح پر ایمان لاتا ہے۔ اگر تو نہایت سخت ریاکار نہ ہو، تو پھر ہر ایک کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے، اور جب تو یسوع کا مخلص شاگرد بنتا ہے، اپنے بھائی کو ستر بار سات مرتبہ تک بھی بخشتا رہتا ہے۔

دل میں فضل کے ساتھ یہ بالکل ناموافق ہے کہ اپنے ہمسائے کے خلاف کینہ رکھا جائے۔ ہماری کمزوری کے باعث ہم کبھی جلد غصہ کرنے والے اور تیز ہو سکتے ہیں۔ اور اس پر ہمیں افسوس کرنا اور ماتم کرنا چاہیے۔ لیکن کسی انسان کے خلاف دشمنی دل میں رکھنا، خداوند یسوع مسیح کی رُوح کے سراسر خلاف ہے۔

آ میرے بھائی، مجھے اپنا ہاتھ دے، اُس کے واسطے جس نے ہمارے لیے جان دی۔ ہم صلیب کے قدموں پر جھگڑا نہیں کر سکتے۔ ہم اوپر نظر نہیں اٹھا سکتے اور بہتی ہوئی زخمی رگوں کو دیکھ کر بادشاہ کی صلح کو توڑ نہیں سکتے۔ میری مراد اُس صلح سے ہے جو لہولہان، کانٹوں کا تاج پہنے ہوئے بادشاہ نے قائم کی۔ خصوصاً ایمانداروں کے درمیان کوئی سایہ بھی تقسیم یا اختلاف کا نہ ہونا چاہیے، اور میں تم سے دعا کرتا ہوں، جیسا کہ اکثر کرتا رہا ہوں، کہ اگر تم مسیح کے پیروکار ہونا چاہتے ہو، تو بچوں کی مانند بن جاؤ اور ہر طرح کی دشمنی، عداوت، پھوٹ، جھگڑا اور حسد کو دور ڈال دو۔

مجھے اُمید ہے تمہیں آسمان میں اکھٹے رہنا ہوگا۔ اے کاش! یہاں بھی آسمانیوں کی مانند رہو۔ تم اقرار کرتے ہو کہ ایک خداوند، ایک ایمان، ایک بپتسمہ رکھتے ہو۔ تم کہتے ہو کہ رُوح القدس سے معمور ہو۔ پس کوئی تلخی کی جڑ تم میں نہ پھوٹے، مبادا بہتوں کو ناپاک کرے۔ کاش وہ میٹھا اور پاک کبوتر، مسیح کی رُوح، تمام بنی آدم پر ٹھہرے، تاکہ ہر ایک اپنے ہمسائے میں بھائی کو پہچانے۔ کاش فرقوں اور جماعتوں کے درمیان، اور خصوصاً قوموں اور مختلف رنگ کے لوگوں کے درمیان، سب جدائیاں مٹ جائیں، اور ہم سب ایک عالمگیر برادری میں خوش ہوں۔ کاش وہ دن جلد طلوع ہو، جب سچی آزادی تمام دنیا پر ہو، اور برادری ہر جگہ مسیح کے نمونہ پر قائم ہو۔

تو بھی، اے بھائیو، یہ سب متن کے ثانوی اطلاقات ہیں۔ اصل صلح جو مسیح نے قائم کی، وہ خدا اور انسان کے درمیان ہے۔ انسان اور اپنے خدا کے درمیان جنگ تھی۔ انسان نے گناہ کیا اور گناہ سے محبت کی۔ خدا چاہتا تھا کہ وہ پلٹے اور فرمان بردار ہو، لیکن انسان نہ چاہتا تھا، کیونکہ اُس کا دل شرارت پر لگا تھا۔ انسان نے شریعتِ الہی کو اس قدر توڑا کہ سزا یقینی تھی۔ یسوع مسیح آیا اور ”ہمارے صلح کا تادیب“ اٹھایا، اور اپنے فدیہ یافتگان کے لیے وہ دُکھ سہا جو وہ سہتے۔

اب خدا پوری عدالت کے ساتھ انسانی خطاؤں کو معاف کر سکتا ہے۔ راستبازی اور صلح مسیح کی صلیب پر ایک دوسرے سے مل گئیں۔ ہماری بخشش میں خدا رحیم بھی ہوا اور عادل بھی، اور اب اُس کے اور اُن کے درمیان جو مسیح یسوع میں ہیں، نہ کوئی فرق رہا، نہ جدائی، نہ جھگڑا، نہ جنگ۔ پس چونکہ ہم اُس کے خون کے سبب صلح یاب ہوئے، ”ہم خدا کے ساتھ صلح رکھتے ہیں اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے۔“ ہم کفارہ کے خون کے سبب قریب لائے گئے ہیں۔ دراڑ پاٹ دی گئی، پہاڑ بٹا دیا گیا۔

اے میرے عزیز سننے والے، کیا تو اس صلح سے مشرف ہے؟ کیا تو اُس بڑے خدا کی طرف نظر اٹھا کر یہ محسوس کرتا ہے کہ تیرے اور اُس کے درمیان اب بیگانگی نہیں رہی۔ کہ جو وہ چاہتا ہے تو بھی چاہتا ہے؟ کہ اُس کے دل کا مقصود ہی تیرا سب

سے بڑا مقصود ہے؟ کہ اگر تیرے دل میں اُس کے خلاف کوئی بُت کھڑا ہوا ہے، تو تو چاہتا ہے کہ وہ گرایا جائے؟ اے اگر ایسا ہے، تو خدا کا شکر کر کہ اُس نے تجھے مسیح دیا جو تیری صلح ہے۔

اور پھر، اے بھائیو، اس صلح کے نتیجہ میں جو خدا اور انسان کے درمیان ہوئی، انسان اور اپنے آپ کے درمیان بھی صلح پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے آپ کے ساتھ بھی اتنا ہی برسرِ جنگ ہے جتنا خدا کے ساتھ، اور جب تک مسیح نہ آئے، وہ آرام نہیں پاتا۔ ”شر یروں کے لیے صلح نہیں ہے،“ میرے خدا فرماتا ہے۔ تم میں سے بعض نے تجربہ سے جانا ہے کہ اندرونی جھگڑا اور جنگ کیا ہے—اور تمہیں کبھی گہرا اور پائیدار سکون نہ ملے گا جب تک مسیح تیری جان کی کشتی میں آ کر تیرے خوف کی ”ہواؤں اور تیرے گناہوں کی لہروں کو یہ نہ کہے،“ ساکت ہو جا، تھم جا۔

جس کے پاس مسیح ہے، اُس کے پاس وہ صلح ہے جو سب عقل سے بالا ہے۔ جس کے پاس مسیح ہے، اُس کے پاس بڑی صلح ہے اور کوئی چیز اُسے ٹھوکر نہ کھلائے گی۔ لیکن جس کے پاس مسیح نہیں، اُس کے پاس کوئی حقیقی صلح نہیں۔ وہ کہہ سکتا ہے، ”صلح، صلح“ جہاں صلح ہے ہی نہیں، اور اپنی دیوار کو بغیر گارے کے پوت سکتا ہے، لیکن اولے اُس کے سب جھوٹے پناہ گاہوں کو بہا لے جائیں گے، اور اُس کی جھوٹی صلح کے بعد بولناک دہشت آئے گی۔

اے میرے سننے والے، کیا تیرے اور خدا کے درمیان قیمتی خون کے وسیلہ صلح ہوئی ہے؟ اگر ہاں، تو اب تو آرام میں ہے۔ لیکن اگر تو ایک خیال اور دوسرے کے درمیان ڈگمگاتا رہتا ہے، تو تیرے پاس کوئی سہارا نہیں۔ میں تیری منت کرتا ہوں، میرے یسوع کے بارے میں جو کچھ میں کہتا ہوں، اُس پر توجہ سے سن، اور کاش رُوح القدس تجھے برکت دے! بس اتنا ہی اُس سے بہا جوہر، اُس مبارک لفظ ”صلح“ پر۔

”متن میں اگلا عظیم لفظ جو ہماری پرستش کی توجہ کے لائق ہے، وہ چھوٹا سا لفظ ہے، صرف دو حرفوں کا، ضمیر ”وہ۔“ ”وہی ہماری صلح ہے۔“

## II

- کون ہے جو ”ہماری صلح“ کہلایا گیا؟

ہم کیا سمجھیں کہ خُداوند یسوع مسیح ہمارا صلحہ ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ تم اس امر پر نہایت دھیان کرو کہ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ اُس کا کام جو اُس نے ہماری طرف سے کیا، وہ ہمارے صلحہ کا ماخذ ہے۔ یہ بات بے شک سچ ہے، مگر یہاں یہ لکھا ہے، ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“ وہ خود، وہ شخصی طور پر، وہی مسیح، اپنی اُمت کا صلحہ ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ وہ ہمارا صلحہ بناتا ہے یا وہ ہمارے لئے صلحہ لاتا ہے۔ یہ بھی حق ہے، بلکہ نہایت اعلیٰ حق ہے، لیکن اس سے بھی بڑی سچائی یہ ہے کہ وہ آپ ہی ہمارا صلحہ ہے۔

پس اے ایماندارو! اس حقیقت کو غور سے دیکھو، اور اے کافرو! تم بھی سنو۔ بے ایمان یہی خیال کرتا ہے کہ اگر اسے صلحہ پانا ہے تو اُسے نیک کام بجا لانے پڑیں گے۔ مگر اے انسان، سن! تیرے نیک اعمال تیرا صلحہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو خُدا صاف فرما دیتا کہ ”تیرے نیک اعمال تیرا صلحہ ہوں گے۔“ مگر ایسا نہیں، بلکہ فرمایا گیا، ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“

یہ نہیں کہ تُو اپنے آپ سے صلحہ کر لے، اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ تیرا توبہ، یا تیرے اُنسو، یا تیری دُعائیں تجھے صلحہ دے سکتی ہیں۔ یہ سب بھلے ہیں اور اپنی جگہ استعمال ہونے چاہئیں، مگر تیرے صلحہ کی بنیاد کبھی یہ نہ ہو کہ ”میں نے دُعا کی، میں نے توبہ کی“—بلکہ یہی ہو کہ ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“ بہت سے کام ہیں جو تُو کرے گا، اور جو تُو رُوح القدس کی قوت سے کرے گا، مگر میں تجھے بتاتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی تیرے دل کی تسلی کی بنیاد نہیں ہو سکتا۔ تیرے دل کے چشمہ تسلی اور شفاف راحت کا منبع صرف مسیح اور مسیح اکیلا ہے۔ وہی، وہی، وہی—وہی ہمارا صلحہ ہے۔ نہ کچھ تجھ میں، نہ کچھ جو تُو کر سکتا ہے، نہ کچھ جو تُو محسوس کر سکتا ہے، بلکہ صرف مسیح، جس کی طرف تُو نہ دیکھے تو ہلاک ہو جائے گا۔ وہی تیرا صلحہ ہونا چاہئے۔

اب، اے ایماندارو! دھیان سے دیکھو۔ مسیح تیرا صلحہ ہے—نہ کہ تیرا خدا کے ساتھ رفاقت رکھنا، نہ تیرے بلند اور مقدس جذبات۔ یہ سب قیمتی ہیں اور کاش ہم ہمیشہ تابور کی چوٹی پر ٹھہر سکتے۔ اچھا ہوتا اگر ہم خنوخ کی مانند ہمیشہ خُدا کے ساتھ چلتے، مگر پھر بھی، ہماری رفاقت کبھی خُدا کے ساتھ ہمارے صلحہ کی بنیاد نہیں ٹھہرنی چاہئے۔

یہ مسیح ہے، اور مسیح اکیلا، جو ہمارا صلحہ ہے۔ خواہ تُو جبرائیل کی مانند آسمان کی بلندیوں پر پرواز کرے، آتشین پر کی طرح تیزی سے عرش کے اوپر اڑے، تیری یہ سرعت اور یہ خدمت جو تُو خُدا کے حضور انجام دے، تیری تسلی نہ بنے، بلکہ

مسیح۔ مسیح، مسیح اور صرف مسیح ہی تیرا صلحہ ہے۔ اے پیارو! یہ سب بیکار ہے اگر ہم پیچھے مڑ کر اپنے اعمال میں صلحہ ڈھونڈتے لگیں۔

یہ کچھ تسلی دیتا ہے اگر کوئی جوانی ہی میں فضل کے وسیلہ بُلا یا گیا ہو، یا برسوں انجیل کی منادی میں کامیاب رہا ہو۔ میں جانتا ہوں یہ سوچنا کیا ہے کہ کتنی جانیں میری خدمت سے تبدیل ہوئیں۔ میں جانتا ہوں یہ یاد کرنا کیا ہے کہ کتنی بار میں نے ہزاروں کے ہجوم کو وعظ کیا۔ لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دل میں یہ سوچنا کیا ہے کہ ”ہو سکتا ہے یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی میں زیادہ ہلاکت کا سزاوار ٹھہروں۔ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ کر کے بھی میں آخر کو ایک ریاکار ثابت ہوں۔“ پس، اس میں کوئی پائیدار تسلی نہیں۔ ہمارا صلحہ ہمارے مسیح کے لئے کام کرنے میں نہیں، بلکہ مسیح آپ ہی میں ہے۔

اے دوستو! اگر تم اتوار کے مدرسہ میں خدمت کرتے ہو اور تمہیں لگتا ہے کہ تم بچوں کے ساتھ کامیاب نہ ہوئے، تو بھی اپنی اُمید اور بھروسہ مسیح میں کھونا مت۔ اگر تم کامیاب ہوئے، اور اُسے اپنی نجات کی علامت سمجھتے، تو یہ بھی بڑی خطا ہوتی۔ اور اگر تم ڈرتے ہو کہ تم نے کچھ حاصل نہیں کیا، تو بھی دل شکستہ مت ہو، کیونکہ تمہارا صلحہ نہ تمہاری خدمت میں ہے اور نہ تمہاری کامیابی میں، بلکہ فقط مسیح میں ہے۔

یاد رکھو، کہ نزع کے وقت مقدس کی ایک بڑی مشغولی یہ ہے کہ اپنے برے اور اپنے بھلے اعمال سب کو ایک گٹھڑی میں باندھ کر سمندر میں پھینک دے، کیونکہ وہ سب ایک جیسے ہیں، اور پھر صرف فضل کے تختہ پر تیر کر جلال میں پہنچے۔ یعنی خُداوند یسوع مسیح کی ذات میں۔ کیونکہ وہی ہمارا صلحہ ہے، وہی ہمارا صلحہ ہے۔

اگر ایماندار اس کو ہمیشہ یاد رکھتے، تو وہ اکثر دلگیر اور مضطرب نہ ہوتے۔ میں نے کئی بار یہ فریاد سنی ہے، ”میں فضل میں ترقی نہیں کرتا جیسا مجھے کرنا چاہئے۔ میں اپنے خُداوند کی خدمت ویسی نہیں کرتا جیسی لازم ہے۔ میں اُس سے بہت دور رہتا ہوں۔ میں اُس کے پاک نام کی بے ادبی کرتا ہوں۔“ یہ سب اعتراف اچھے ہیں، بلکہ بہت اچھے ہیں۔ مگر پھر وہ یہ کہتے ہیں، ”میں ڈرتا ہوں کہ آخر کو ہلاک نہ ہو جاؤں۔“ اور یہ بات غلط ہے، نہایت غلط، کیونکہ اگر سوال یہ ہو کہ ”کیا تُو مسیح پر بھروسہ رکھتا ہے؟“ اور اگر جواب یہ ہے کہ ہاں، تو پھر اگر خُدا سچا ہے، تو تُو ہلاک نہیں ہو سکتا۔

اگر تیری مدد اُس سے ہے جس نے زمین و آسمان بنائے، اور جس نے تیرے گناہوں کے لئے صلیب پر جان دی، تو پھر زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں اور ٹل جائیں گے، مگر اُس کا وعدہ نہ ٹلے گا۔ اُس نے تجھے دو ناقابلِ تغیر باتیں دی ہیں جن میں خُدا کا جھوٹ بولنا محال ہے، تاکہ اگر تُو مسیح میں پناہ لیتا ہے، تو تُو قوی تسلی پائے۔

کیا تُو یسوع پر ایمان رکھتا ہے؟ کیا تُو پوری طرح اور کلی طور پر اُس پر بھروسہ رکھتا ہے؟ اگر ہاں، تو تُو نجات پایا ہے اور خُدا کا کلام یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ تجھے آخر تک بحفاظت گھر پہنچائے گا۔ تقدیس کو کبھی راستبازی کی جگہ مت دو، کیونکہ جب ایسا کرو گے تو نہ راستبازی ملے گی اور نہ تقدیس۔ جب ایماندار کہتے ہیں، ”میں فضل میں بڑھ نہیں رہا جیسا چاہتا ہوں، اور اِس لئے شک کرتا ہوں،“ تو دیکھو وہ کیا کرتے ہیں؟ گویا وہ یہ کہتے ہیں، ”یہ پودا نہیں بڑھ رہا، لہذا اسے پانی نہ دیا جائے۔“

یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص—تم یا میں—شک و شبہ کے وسیلہ تقدیس حاصل کرے۔ تیرا شک اُس پانی کو خشک کرتا ہے جو تیری تقدیس کی جڑوں کو بڑھا سکتا ہے۔ لیکن اگر تُو اپنے سب گناہوں کے باوجود اب بھی مسیح پر ایمان رکھے—اپنی کوتاہیوں اور سستیوں پر غالب آ کر اُس پر ایمان رکھے—تو تیرا ایمان محبت اور تحسین پیدا کرے گا، اور تیری محبت اور تیری تحسین اُس کی مشابہت پیدا کرے گی، اور یوں ایک پاک زندگی خُدا کے جلال کے لئے ظاہر ہوگی۔

محبت فضل بھری زندگی کا زور آور چشمہ ہے، لیکن شک اُس کو ڈھیلا اور کمزور بنا دیتا ہے۔ شک تیرے کمان کی تانت کو توڑ دیتا ہے، تیری تلوار کی دھار کو گُند کرتا ہے، تجھے سُست اور بے قوت کر دیتا ہے، اور تیرے سب فیوض کو پژمردہ بنا دیتا ہے۔ پس، اے مسیحی، اس پر قائم رہ، اس پر قائم رہ، اور شیطان تک تجھے اس سے جُدا نہ کرے۔ ”وہ ہمارا صلحہ ہے“—میرا صلحہ—نہ میں خود، نہ کوئی بات جو مجھ میں ہے، بلکہ صرف اور صرف یسوع مسیح۔

میں نے اسے منفی پہلو سے ظاہر کیا ہے، مگر اب اُنیے مثبت پہلو دیکھیں۔ ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“ اس سے اوّل یہ مراد ہے کہ مسیح کی ذات ہمارا صلحہ ہے۔ وہ خُدا ہے۔ میں اُس پر آرام پاتا ہوں۔ پھر مجھے کامل صلحہ ہے، کیونکہ وہ قادر مطلق ہے، وہ مجھے ناکام نہیں کرے گا۔ وہ بے مثل ہے—وہ مجھے نہ چھوڑے گا۔ وہ خود راستی ہے—وہ اپنے کلام کو نہ جھٹلائے گا۔

یسوع مسیح انسان بھی ہے، اور اگر وہ انسان ہے تو وہ مجھ سے ہمدردی کرتا ہے، میری کمزوریوں میں میرے ساتھ ڈکھ شریک ہوتا ہے۔ پھر چونکہ اُس کا دل شفقت سے لبریز ہے، وہ فضل کے کام کو ترک نہ کرے گا، بلکہ میری کج خلقی کو برداشت کرے

گا اور ”مسیحیت کے وقت بھائی“ بنے گا، یہاں تک کہ انجام تک۔ پس، مسیح کی یہ کامل شخصیت—خُدا کی حیثیت سے اور انسان کی حیثیت سے—مومن کا صلحہ ہے، جب وہ اُس پر بھروسہ رکھتا ہے۔

دوسرے یہ کہ مسیح کی کامل راستبازی بھی ہمارے صلحہ کا حصہ ہے۔ نیک جناب ہونار نے مسیح کی ذات پر ایک نہایت دلاویز رسالہ میں ہمارے گناہوں کو کیچڑ بھرے ندی نالوں کی مانند قرار دیا ہے—یعنی ہمارے بے ایمانی کے گناہ، غفلت، محبت کی کمی، وغیرہ۔ لیکن جہاں جہاں ہم قاصر رہے، مسیح قاصر نہ رہا—ہر فرض جو ہم سے ٹوٹا، اُس نے پورا کیا۔ ہر گناہ جو ہم نے کیا، اُس کے مقابل ایک برکت اور ایک فضیلت مسیح میں موجود ہے۔

ہونار کہتا ہے، ”مسیح ایک مد و جزر کی مانند ہے جو آتا ہے اور ان سب ندیوں کو بھر دیتا ہے اور کیچڑ کو ڈھانپ لیتا ہے—نہ کوئی چھوٹی ندی اور نہ کوئی بڑی کھاڑی بچتی ہے جسے مسیح کے جلالی استحقاق کی یہ لہر نہ بھر دے۔“ شاید اس سے تم اُس کلام کو سمجھو، ”تیرا صلحہ ندی کی مانند اور تیری راستبازی سمندر کی لہروں کی مانند ہوگی“—یعنی وہ بے شمار موجیں جو آتی ہیں اور ہمارے گناہوں کی ریت اور کیچڑ کو ڈھانپ لیتی ہیں، یہاں تک کہ خُدا ہم میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا، کیونکہ وہ مسیح کی راستبازی کو ہمارے بدلے دیکھتا ہے، اور ہم کو اپنے سامنے ویسا نہیں دیکھتا جیسے ہم اپنے آپ میں ہیں، بلکہ ویسا جیسے ہم اُس میں ہیں، اور یوں وہ ہمیں ”حبیب میں مقبول“ کرتا ہے۔

اے ایماندار! اگر تُو مسیح کی راستبازی کو اپنے اوپر لپیٹ لے، تو تُو اُس میٹھے سچ کو محسوس کرے گا کہ ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“

پھر ایک اور بات۔ اُس کی ذات اور اُس کی راستبازی کے بعد اُس کا بیش قیمت خون آتا ہے۔ اے پیارو! صلیب کے سوا دِل کا—کوئی مرہم نہیں۔ جب کبھی میرا دِل پریشان ہوتا ہے تو میں اپنے آپ کو یہ حمد گنگناتا ہوں

میٹھے وہ لمحے جو برکتوں سے بھرے ہیں  
جو میں صلیب کے قدموں پر گزارتا ہوں؛  
زندگی، صحت اور صلحہ پاتا ہوں  
گنہگار کے مرنے والے دوست سے۔

میں نے اکثر یہ تمثیل استعمال کی ہے اور پھر استعمال کروں گا۔ اگر کوئی لندن کی گلیوں میں میلوں کا سفر کرے اور لاکھوں آدمیوں کو دیکھے تو یہ کہے گا، ”میں سمجھ نہیں پاتا کہ یہ سب کس طرح کھاتے پیتے ہیں۔“ مگر اگلی صبح اگر وہ بڑے بازاروں—گائے بیل کے بازار، گوشت کے بازار، پھلوں کے بازار—کا دورہ کرے تو وہ کہے گا، ”میں سمجھ نہیں پاتا کہ یہ سب کس طرح استعمال ہوتے ہیں۔ اتنی بڑی فراہمی کس طرح ختم ہو جاتی ہے

جب تُو صرف لوگوں کی حاجت کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے، ”یہ سب کیسے پوری ہوں گی؟“ مگر جب تُو فراہمی کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے، ”ایسی ضرورت کہاں جو اس قدر بڑی ہو؟“

ایسا ہی ہے جب تُو اپنے گناہوں کو دیکھ کر کہتا ہے، ”کیونکر اتنا فضل ہو کہ یہ سب مٹ جائیں؟“ مگر جب تُو خُدا کے بیٹے کو صلیب پر مرتے دیکھتا ہے تو کہتا ہے، ”کہاں ایسے گنہگار جو اتنی بڑی قربانی کے لائق ہوں—کہ خُدا کے بیٹے کی جان اُن کے فدیہ میں دی جائے؟“ اگر تُو اپنے گناہوں کی بابت صلحہ چاہتا ہے تو صلیب پر جانا ہوگا، کیونکہ ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“

مزید یہ کہ، زندہ مسیح ہمیشہ ہمارا صلحہ ہے۔ یہ جان کر کتنی تسلی ملتی ہے کہ آسمان میں ایک دِل ہے جو ہمیشہ ہم سے محبت کرتا ہے، ایک زبان ہے جو ہمیشہ ہماری شفاعت کرتی ہے، ایک بازو ہے جو ہمیشہ ہماری خاطر لڑتا ہے، ایک پاؤں ہے جو ہماری حمایت کے لئے تیزی سے دوڑتا ہے۔ اگر ایمان یہ دیکھ سکے کہ یسوع مسیح پردہ کے اندر باپ کے تخت پر ہے، اور اُس کا دِل اُن کے لئے محبت سے لبریز ہے جو اُس پر بھروسہ کرتے ہیں، تو وہی ہمارا صلحہ ہوگا۔

میں اس نکتہ کو مزید طول نہیں دیتا، حالانکہ یہ بہت زرخیز مضمون ہے۔ بس یہ کہوں گا کہ جس قدر تُو مسیح کے کلام اور کام کو زیادہ جانے گا، اُسی قدر تیرا صلحہ گہرا ہوگا۔ نادان ایماندار جو نہیں جانتے کہ ”یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک ایک سا ہے،“ اکثر ڈرتے ہیں کہ شاید وعدے پورے نہ ہوں، مگر وعدے ضرور پورے ہوں گے، کیونکہ وہ نہ صرف فضل سے بھرپور ہے بلکہ راستی سے بھی۔ مسیح کو جان اور اُس پر بھروسہ رکھ، اور تجھے ڈرنے کی حاجت نہ ہوگی۔ فاقہ تجھے مفلس نہ بنائے گا، بیماری تجھے بیمار نہ کرے گی، موت تجھے فنا نہ کرے گی۔ تُو اپنے باطن میں ان سب پر غالب آئے گا اور اُس کے وسیلہ سے جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور تیرا صلحہ ہے، زیادہ غالب آئے والا ہوگا۔

اب تک ہم نے صرف دو الفاظ پر بات کی ہے، لیکن یہ دونوں بڑے اور عظیم ہیں: ”وہ ہمارا صلحہ ہے۔“ مگر اب ہمیں اُن دو—بیروں کے کیلوں کو بھی دیکھنا ہے جو مسیح اور صلحہ کو آپس میں باندھتے ہیں۔ پس اب ہم اُس پر غور کریں گے

### III

وہ کس کا صلح ہے؟

سنو اُس لفظ کو—"ہمارا"۔ "وہ ہماری صلح ہے۔" تو پھر یہ جلالی صلح کس کو بخشی جاتی ہے؟ ہر اُس انسان کو جس کے لیے مسیح نجات دہندہ ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ جو لوگ مسیح پر بھروسا رکھتے ہیں کہ وہ اُن کی صلح ہے، وہ ابھی اور یہی پر بلند "آواز سے کہیں،" "وہ ہماری صلح ہے۔"

یہاں ایک سفید ریش بزرگ موجود ہیں، اگر وہ اپنی لاثمی کے سہارے کھڑے ہوں تو کہہ سکتے ہیں، "ہاں، خُدا مبارک ہو، بے شک میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ میری صلح ہے۔" ادھر مسیح کا ایک دلیر سپاہی ہے جو بے باکی سے اعلان کرے گا، "وہ میری صلح ہے۔" اور غالباً یہاں کوئی شرمیلی بٹا بیٹھی ہے جو اپنے آنسو پونچھ کر آبستگ سے کہے گی، "ہاں، وہ میری صلح ہے۔"

اور یہاں کچھ نوخیز جوان بھی ہیں جنہیں خُداوند نے ابھی حال ہی میں اپنی آغوش میں لیا ہے، اور وہ کانپتے ہوئے مگر دل کی گہرائیوں سے یہ اقرار کریں گے، "وہ میری صلح ہے۔" خواہ ہم بوڑھے ہوں یا جوان، خواہ ہم روحانی زندگی میں بہت آگے نکل گئے ہوں یا ابھی ابتدا ہی میں ہوں—ہمارے پاس کوئی اور صلح نہیں، بجز خُداوند یسوع مسیح کے۔

لیکن یہ لوگ کون ہیں جن کے لیے مسیح صلح ٹھہرتا ہے؟ وہی جو کہیں اور صلح نہ پا سکے۔ کیونکہ ہم کبھی مسیح کے پاس نہیں آتے جب تک طوفانی ہوائیں ہمیں اُس کی پناہ گاہ کی طرف نہ ہانکیں۔ وہ ایسی مبارک بندرگاہ ہے کہ کاش سب اُس میں لنگر انداز ہوں، مگر ہم اپنی نادانی سے سمندر میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب اپنے گناہوں کو آندھی اور طوفان کی مانند کانٹوں میں گرجتے سنتے ہیں، تب دوڑ کر مسیح کی طرف آتے ہیں۔ پس اگر تمہارے پاس اور کہیں پناہ نہیں، اور تم اُس کے حضور بھوک اور ننگے پن کے ساتھ آتے ہو اور اُس پر بھروسا رکھتے ہو—خواہ ڈوبو یا بچو—وہ تمہاری صلح ٹھہرے گا۔

اب میں دیر نہیں کر سکتا، کیونکہ وقت نکل رہا ہے۔ اِس لیے اُس دوسرے لفظ کی طرف آنا ضروری ہے—"بے"۔

### IV

- کب ہے وہ ہماری صلح؟

میں جانتا ہوں کہ دنیا کہتی ہے، "مجھے اُمید ہے کہ وہ میری صلح ہو گا۔" اے عزیز سامع! اِس پر قناعت نہ کر۔ کبھی "شاید" پر اکتفا نہ کرنا، بلکہ موجودہ نجات کو ڈھونڈو۔ میں ابھی کچھ روز پہلے خوب نیند میں تھا کہ قریباً ساڑھے تین بجے میری گھنٹی زور زور سے بجی، پھر بجی۔ جب میں نے کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا کہ کون ہے، تو آواز آئی، "حضور، ایک غریب آدمی مر رہا ہے اور وہ سخت اشتیاق سے آپ کو بلاتا ہے، براہ کرم تشریف لائیے۔" میں نے کہا، "ہاں، وہ کہاں رہتا ہے؟ میں فوراً آتا ہوں۔" اور میں روانہ ہوا۔

وہ مرتا ہوا شخص مجھ سے کہنے لگا، "جناب، معاف کیجیے کہ اِس وقت شب میں آپ کو تکلیف دی، مگر ایک آدمی کے لیے اِس دنیا سے رخصت ہونا بہت سخت ہے جبکہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کہاں جا رہا ہے۔ مجھے بتائیے کہ میں کس طرح نجات پا سکتا ہوں۔" میں خوش ہوا کہ اُسے اُس کے بارے میں بتاؤں جو ہماری صلح ہے، مگر بار بار یہ آرزو دل میں آئی کاش اُس نے اِس وقت تک سننے کی ضرورت نہ رکھی ہوتی۔

جیسا کہ میں نے اُس کے پاس بیٹھوں کو کہا، "دیکھو، اُس کے پاس مرگ کے درد کافی ہیں، اب یہ سوچنے کا وقت نہیں کہ نجات دہندہ کہاں ملے گا۔ اوہ! تم اُسے اُس وقت تلاش کرو جب تمہارے پاس صحت اور قوت ہے۔" اور یہی میں تم سے کہتا ہوں۔ جب تم مرنے لگو گے تو اُس وقت تمہارے پاس اور بہت سی فکریں ہوں گی، اُس وقت نجات دہندہ کو ڈھونڈنے کا وقت نہ ہو گا۔

اِس کے علاوہ، کیا ہی خوشی ہے کہ ابھی مسیح کو پا لیا جائے—اور کہا جائے، "وہ میری صلح ہے۔" دیکھو، ہم میں سے کچھ ابھی مسیح میں اتنے خوش ہیں جتنا کوئی چاہ سکتا ہے۔ ہم پاتے ہیں کہ ہمارا دین ہمارے لیے بوجھ نہیں۔ یہ زنجیر نہیں بلکہ پرندہ کے پروں کی مانند ہے جو ہمیں بلند کرتا ہے۔ ہم اب خُدا کے ساتھ کامل صلح میں ہیں، اور اگر موت آج رات آ جائے، یا کل، یا اِسی لمحہ جب ہم بیٹھے ہیں، تو مجھے اُمید ہے کہ ہم اُسے دشمن نہ سمجھیں گے، بلکہ باپ کا خادم، جو ہمیں اپنے باپ کے حضور لے جانے کو بھیجا گیا ہے۔

اوہ! میرے عزیزو، تم میں سے کچھ جب مرنے لگو گے، شاید یہ سوچنا پڑے، "میں کبھی سبّت کے سکول جاتا تھا۔ عبادت گاہ میں حاضری دیتا تھا۔ مگر جب لندن آیا تو سب چھوڑ دیا۔ جب کاروبار اور خاندان میں مصروف ہوا تو سوچا کہ مجھے اتوار کو "تفریح چاہیے، اور یوں اپنی جان کو نظر انداز کیا۔ اور اب کہاں ہوں؟ خُدا سے دُور

اوہ! میری دعا ہے کہ مجھے تمہیں آخری دم میں نجات دہندہ کے بارے میں بتانے کی ضرورت نہ پڑے، بلکہ تم ابھی اُسے قبول کرو! وہ تم سے یہی مانگتا ہے کہ اُس پر بھروسہ کرو۔ اور وہ خود وہ بھروسہ تمہیں بخشتا ہے۔ میرا ایک غریب دوست کچھ دن پہلے کہنے لگا، "جناب، میں سوچ نہیں سکتا، میں اپنے خیالات کو ٹھہرا نہیں سکتا۔" ہاں، مگر اب تم سوچ سکتے ہو، اس لیے اب، اس سے پہلے کہ برے دن آئیں اور اندھیری رات چھا جائے، رجوع کرو، رجوع کرو! خُدا کرے کہ وہ تمہیں پلٹا دے

خدا کی فعال نعمت تمہاری آنکھیں کھولے کہ تم میرے زخمی مالک کو دیکھو، جس کے پانچ زخموں سے خون بہتا ہے، جس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا، جو ہمارے لیے ٹھٹھوں اور تضحیک کا نشانہ بنا، اور جس پر تھوکا گیا تاکہ ہم کانٹوں سے بچے رہیں، اور موت کے تیروں سے گھائل نہ ہوں، بلکہ اُس کے وسیلہ سے زندہ رہیں۔

خداوند یسوع مسیح ہر ایک کے لیے آج رات تمہاری صلح ٹھہرے، تاکہ تم یہ کلام لے کر کہہ سکو، "وہ اب، ہاں آج رات بھی، "ہماری صلح ہے۔"

خدا اپنے نام کی خاطر یہ بخشے! آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپر جن

یوحنا 42-27:11

ہمارے خداوند کے سب سے بڑے معجزے ہمیشہ ایمان کا صلہ تھے۔

آیت 27. اُس نے اُس سے کہا، جی ہاں، خداوند، میں ایمان لاتی ہوں کہ تُو ہی مسیح، خُدا کا بیٹا ہے جو دُنیا میں آنے والا تھا۔ یوں گویا اُس نے کہا، "میں اس پر ایمان رکھتی ہوں اور باقی سب باتوں پر بھی۔ میرا ایمان تجھ پر کامل ہے۔ جو کچھ تُو فرماتا ہے، جو کچھ تُو فرما چکا ہے یا آگے فرمائے گا، میں سب پر ایمان لانے کو تیار ہوں، کیونکہ میرا ایمان تجھ پر ہے۔ میں مانتی ہوں کہ تُو ہی مسیح ہے، خُدا کا بیٹا، جو دُنیا میں آنے والا تھا۔"

آیت 28. اور جب اُس نے یہ کہا تو جا کر اپنی بہن مریم کو چپکے سے بلا بھیجا، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہودی نجات دہندہ سے عداوت رکھتے ہیں۔ اگر وہ اُس کی آمد کے بارے میں جان جاتے تو کیا انجام سبوتا، وہ نہیں کہہ سکتی تھی۔ سو اُس نے سرگوشی کی

آیات 28-30. "استاد آ پہنچا ہے اور تجھ کو بلاتا ہے۔" وہ یہ سنتے ہی جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُس کے پاس آئی۔ اور یسوع ابھی قصبہ میں نہیں آیا تھا بلکہ وہیں تھا جہاں مارتھا اُس سے ملی تھی۔ اُن کے قبرستان شہر سے باہر تھے اور غالباً نجات دہندہ اُسی قبر کے قریب تھا جہاں لعزر آرام کر رہا تھا۔

آیات 31-32. پھر یہودی جو اُس کے ساتھ گھر میں تھے اور اُسے تسلی دیتے تھے، جب دیکھا کہ مریم جلدی سے اُٹھی اور باہر گئی تو اُس کے پیچھے ہو لئے کہنے لگے، "وہ قبر پر رونے کو گئی ہے۔" جب مریم وہاں پہنچی جہاں یسوع تھا اور اُسے دیکھا "تو اُس کے قدموں پر گر گئی اور کہا، "اے خداوند، اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اُس کا خیال مارتھا کے خیال جیسا ہی تھا، مگر اُس نے زیادہ کچھ نہ کہا۔ وہ کبھی بھی زیادہ نہ کہتی۔ مارتھا نے نجات دہندہ سے بات چیت کی، لیکن مریم اُس کے قدموں پر جھک گئی۔

آیات 33-37. جب یسوع نے اُسے روتے دیکھا، اور یہودیوں کو بھی روتے دیکھا جو اُس کے ساتھ آئے تھے، تو وہ روح میں گڑھا اور پریشان ہوا، اور کہا، "اُسے کہاں رکھا ہے؟" انہوں نے کہا، "اے خداوند، آ اور دیکھ" یسوع رویا۔ پھر یہودی کہنے لگے، "دیکھو، وہ اُسے کتنا پیار کرتا تھا!" اور بعض نے کہا، "کیا یہ شخص جس نے اندھوں کی آنکھیں کھولیں، یہ نہ کر سکتا تھا کہ یہ بھی نہ مرتا؟"

بہنوں نے پوچھا کہ مسیح نے کیوں گڑھا؟ اے بھائیو، یہی اُس کا طریق ہے زندگی دینے کا۔ اپنی موت کے ذریعہ۔ ہم اکثر کہتے ہیں کہ کسی نے بڑا کام کیا تو "اُس پر بڑا بوجھ پڑا۔" یوں ہی نجات دہندہ پر بھی۔ اُسے گڑھنا پڑا تاکہ مریم، مارتھا اور لعزر خوش ہوں۔ اُس نے مُردوں کو زندگی دینے کے لئے اپنی زندگی کی گہرائیوں کو بلایا۔



آیات 38-39. وہ ایک غار تھی اور اُس پر پتھر رکھا تھا۔ یسوع نے کہا، ”پتھر ہٹا دو۔“ مارتھا، جو مرنے والے کی بہن تھی، نے کہا، ”اے خُداوند، اب تو وہ بدبو کرنے لگا ہے، کیونکہ اُسے مرے چار دن ہو گئے۔“ گویا اُس نے کہا، ”پتھر ہٹانا مناسب نہیں۔“

آیات 40-41. یسوع نے اُس سے کہا، ”کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ اگر تُو ایمان لائے گی تو خُدا کا جلال دیکھے گی؟“ پس اُنہوں نے اُس جگہ سے پتھر ہٹا دیا جہاں مُردہ رکھا تھا۔ اور یسوع نے آنکھیں اُٹھا کر کہا، ”اے باپ، میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سنی۔“

”کیا یہ نہایت بلند دعا نہیں ہے؟ کبھی کبھی ہمیں بھی یوں کہنا چاہئے، ”اے باپ، میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سنی۔“

آیات 42-44. ”اور میں جانتا تھا کہ تُو ہمیشہ میری سنتا ہے، لیکن اِن لوگوں کے سبب سے جو اِدھر کھڑے ہیں، میں نے یہ کہا تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔“ اور یہ کہہ کر اُس نے بلند آواز سے پکارا، ”لعزر، باہر آ۔“ اور جو مر گیا تھا وہ باہر آیا، ہاتھ پاؤں کفن سے بندھے ہوئے اور اُس کا منہ رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ یسوع نے اُن سے کہا، ”اُسے کھول دو اور جانے دو۔“

شاید وہ خود اُس تخت سے لڑھک پڑا جس پر اُسے رکھا گیا تھا، اور یوں وہ اُن کے سامنے ظاہر ہوا، بندھا ہوا کہ آگے چل نہ سکے۔